© rasailojaraid.com

پروفیسر محمد دین قاسمی

تحقیق و تنقید

اشتراکیت کی درآمد

قرآن کے جعلی پرمٹ پر

پاکستان کی مذہبی فضا میں، غلام احمد پرویز، ایک ایسی شخصیت واقع ہوئے ہیں جس نے اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش میں، مغربی افکار و کردار کو اصل قرار دے کر، قرآن کے نام پر، اجتہاد کی قینچی سے اسلام کی کتر بیونت میں وہ کچھ کیا ہے جو پاکستان میں کوئی اور شخص نہیں کر سکا۔ یہاں تک کہ اشتراکیت کو من و عن قبول کر کے، اسے عین اسلام ثابت کرنے کے لئے قرآن کریم کو جس طرح عمر بھر تختۂ مشق بنائے رکھا اس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ پرویز صاحب نے مارکسزم کو قرآن کریم کے جعلی پرمٹ پر درآمد کرنے کیلئے جو پاپڑ بیلے ہیں اور جو اشتراکیت کو بہالانے کیلئے قرآنی تعلیمات میں مسخ و تحریف کی راہ میں جو کوہ کنی کی ہے، پروفیسر محمد دین قاسمی صاحب نے اس کا خوب جائزہ لیا ہے، انہوں نے اس طویل جائزے میں اس امر کو بے نقاب کر دیا ہے کہ پرویز صاحب نے کس طرح تصریفِ آیات کے نام پر صرفِ آیات سے کام لیا ہے۔ اور محاوراتِ عرب کی پابندی کے التزام کا دعویٰ کر کے کس طرح اس سے گریز کیا ہے اور قرآنی الفاظ کے قطعی ہونے کی دھائی دے کر کس طرح ان الفاظ میں اپنے خود ساختہ معانی داخل کئے ہیں۔ پروفیسر صاحب نے یہ جائزہ منکرینِ حدیث کی مخصوص ذہنی ساخت کے

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

پیشِ نظر صرف قرآن کریم کی روشنی میں لیا ہے - اس ماہ سے ہم ماہنامہ "محدث" میں اس جائزے کو بالاقساط پیش کر رہے ہیں۔ ——— ادارہ

(۱) ملکیّتِ اراضی ـــ اور ـــ قرآنِ مجید

پرویز صاحب بغیر کسی حجاب و ہچکچاہٹ اور شرم و حیا کے، برملا یہ سمجھتے ہیں کہ "جہاں تک کمیونزم کے معاشی نظام کا تعلق ہے وہ قرآن کے تجویز کردہ معاشی نظام کے متماثل ہے" (نظام ربوبیت، ص ۳۵۸)

چونکہ کمیونزم کو افراد کی ذاتی ملکیت کا وجود مسلّم نہیں ہے۔ اس لئے اگر قرآن کا معاشی نظام اور کمیونزم کا معاشی نظام باہم متماثل ہیں تو یہ کیوں کر ممکن ہے کہ اسلام شخصی ملکیت کا قائل ہو۔

چنانچہ پرویز صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:

"اَلْاَرْضُ لِلّٰہِ کہنے سے مقصود، خدا کی شانِ ملکوتی کا اظہار نہیں، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ زمین کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ہو سکتی، ایسا نہ سمجھنا (یعنی کسی انسان کو زمین کے رقبے کا مالک قرار دینا) کفر ہے شرک ہے۔" (نظامِ ربوبیت ص ۱۸۱-۱۸۰)

"زمین پر کسی شخص کی انفرادی ملکیت قائم نہیں ہو سکتی۔" یہ وہ بات ہے جسے پرویز صاحب نے اپنی متعدد تصانیف میں بتکرار بسیار دہرایا ہے۔ ملکیتِ زمین کے مسئلہ میں مابہ النزاع چیز یہ نہیں ہے کہ اس کا اصل مالک خدائے قدوس یا انسان ہے، (ہر مسلمان یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ زمین کیا کائنات کی ہر چیز حتّٰی کہ خود انسان بھی اور اس کی ہر چیز بھی اللہ ہی کی ملکیت ہے) اختلاف صرف اس امر میں ہے کہ آیا اللہ کے حکم کے تحت، خدائی قانون کی رُو سے، کوئی شخص، اللہ کی عطاء و عنایت سے بھی زمین کا مالک ہو سکتا ہے یا کہ نہیں۔ جناب پرویز صاحب کے نزدیک وسائل پیداوار خواہ بصورت

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

زمین ہوں یا بصورتِ سرمایہ، فطری ہوں یا مصنوعی، کسی شخص کی ذاتی ملکیت میں نہیں ہو سکتے۔

"قرآن کریم کسی کے پاس فاضلہ دولت رہنے نہیں دیتا اور وسائل پیداوار پر (خواہ وہ فطری ہوں یا مصنوعی) کسی کی ذاتی ملکیت کے اصول کو تسلیم نہیں کرتا۔ (نظام ربوبیت، ص ۲۳)

اسی بنیاد پر پرویز صاحب ذاتی ملکیت کو کفر و شرک قرار دیتے ہیں جیسا کہ پہلے حوالہ گزر چکا ہے۔ چنانچہ وہ ان الفاظِ قرآنی کا کہ لَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ اَنْدَادًا کا مفہوم ہی یہ بیان کرتے ہیں کہ:

"کسی کو زمین کا مالک سمجھنا اسے خدا کا شریک بنانا ہے۔"

(نظام ربوبیت، ص ۲۸۰)

الارض للہ اور الحکم للہ

اَلْاَرْضُ لِلّٰهِ کا یہ مفہوم تو ایک متفق علیہ حقیقت ہے کہ زمین بلکہ پوری کائنات کا اصلاً مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر یہ کہ وہ کسی کو اسکی آزمائش کے لئے عارضی طور پر بھی زمین کے کسی حصے کا مالک نہیں بنا سکتا۔ (یا نہیں بناتا) سے خلافِ حقیقت ہے۔ جس طرح قرآن کریم نے اَلْاَرْضُ لِلّٰهِ کہہ کر ملکیتِ زمین کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا ہے بالکل اسی طرح وہ اَرْضَنَا اَرْضُكُمْ، اَرْضُهُمْ اور اَمْوَالُكُمْ کے الفاظ سے مال و دولت اور زمین کی ملکیت کو افراد کی طرف بھی منسوب کرتا ہے اور جب کوئی شخص، خدا کی ملکیت کو تسلیم کرتے ہوئے، اسی قوانین کے مطابق زمین پر تصرف کرتا ہے۔ اور خدا ہی کی مقرر کردہ حدود کے اندر ایسا کرتا ہے، تو کوئی وجہ نہیں کہ اسے ملکیتِ زمین سے بے دخل کیا جائے۔ اب دیکھئے قرآن نے جس طرح اَلْاَرْضُ لِلّٰهِ کہا ہے بالکل اسی طرح اَلْحُكْمُ لِلّٰهِ بھی کہا ہے بلکہ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ (المؤمن: ۱۲) ساتھ ساتھ یہ کہتے ہوئے بھی کہ وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهٖ اَحَدًا (الکہف: ۲۶) قرآن کریم برملا یہ اعلان بھی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جملہ انبیاء کرام کو "اَلْحُكْم" دیا ہے اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ (الانعام: ۹۰) پس جس طرح فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ کی حقیقتِ قطعیہ کے باوجود، خدائے قدوس کا کسی کو اپنے اَلْحُكْم سے سرفراز فرمانا۔ لَهُ الْحُكْمُ کے منافی نہیں ہے بالکل اسی طرح اَلْاَرْضُ لِلّٰهِ کے ارشادِ

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

خداوندی کے بعد اَرْضُهُمْ، اَرْضَكُمْ اور اَمْوَالَهُمْ وغیرہ کے الفاظ میں مذکور ملکیتِ مال و دولت کو افراد کی طرف منسوب کرنا بھی خلافِ قرآن نہیں ہے۔

الارض للہ کی وضاحت ایک اور مثال سے

قرآن کریم سے اسی قسم کی ایک اور مثال ملاحظہ فرمایئے۔

قرآن کریم استفہامِ انکاری کے اسلوبِ بیان میں یہ واضح کرتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی "حَکَم" نہیں ہے۔ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا (الانعام: ۱۱۵) "پھر کیا میں اللہ کے سوا کوئی دوسرا حَکَم تلاش کر لوں۔" اس کے بعد خود ہی ایک امرِ خداوندی کو بایں الفاظ پیش کرتا ہے۔

فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا (النساء: ۳۵)

(میاں بیوی کے باہمی نزاع کی صورت میں) ایک حَکَم شوہر کے خاندان میں سے اور ایک حَکَم بیوی کے خاندان میں سے مقرر کر لو۔"

اب جبکہ قرآن خود ہی یہ کہہ کر کہ "اللہ کے سوا کوئی حَکَم نہیں ہے۔" اہلِ ایمان کو ایک ازدواجی معاملے میں حَکَم بنانے کا حکم دیتا ہے، تو اس کا مطلب آخر اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ خدا ہی کے فرمان کے تحت کسی کو حَکَم بنانا اِس امر کے منافی نہیں ہے کہ "اللہ کے سوا کوئی حَکَم نہیں ہے۔" بالکل یہی حال ملکیتِ زمین کا ہے کہ خدا کے اذن و حکم کے تحت کسی شخص کا مالکِ زمین بن جانا اَلْاَرْضُ لِلّٰهِ کی حقیقت کے منافی نہیں ہے، کیونکہ قرآن اَلْاَرْضُ لِلّٰهِ کے اعلان کے ساتھ یہ بھی بر ملا کہتا ہے کہ:

• هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا (البقرہ: ۲۹)

"وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کی ساری چیزیں پیدا کی ہیں۔"

بہرحال، اگر کوئی شخص، زمین کی شخصی اور انفرادی ملکیت کے بارے میں پہلے سے اشتراکی نقطۂ نظر کو قبول نہ کر چکا ہو، تو اَلْاَرْضُ لِلّٰهِ کے الفاظ سے وہ مفہوم کشید نہیں کیا جا سکتا، جو کیا جا رہا ہے۔

• اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَا اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ (۳۶/۷۱)

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں کہ ہم نے اپنی بنائی ہوئی چیزوں میں سے ان کے لئے مویشی پیدا کئے ہیں، جن کے یہ لوگ مالک ہیں۔"

جس طرح آج کے دور میں بار برداری کے لئے ٹرک، ٹرالی، ٹریکٹر، مال گاڑیاں، ہوائی اور بحری جہاز ذرائع پیداوار ہیں۔ بالکل اسی طرح دورِ نزول قرآن میں مویشی ذرائع پیداوار میں داخل تھے۔ ان پر شخصی ملکیت کو قرآن نے فَهُمْ لَهَا مَالِكُونَ کہہ کر واضح کر دیا ہے۔

پرویز صاحب کے ایک فکری ہمنوا مولانا عمر احمد عثمانی صاحب نے اس آیت کی یہ تاویل کی ہے کہ:

"فَهُمْ لَهَا مَالِكُونَ کہہ کر قرآن نے افراد کی مالکانہ حیثیت کو تسلیم نہیں کیا بلکہ ان پر تعریض کی ہے کہ وہ ان مویشیوں کے مالک بن بیٹھے ہیں، جن کو خود انہوں نے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔"

لیکن یہ تاویل درست نہیں ہے۔ قرآن نے یہاں لوگوں کو ان نعمتوں کی طرف متوجہ کیا ہے، جو اللہ تعالیٰ نے ان پر کی ہیں۔ مویشیوں کو پیدا کر کے ان کو بنی نوع انسان کے لئے مطیع و منقاد کرتے ہوئے ان کی ملکیت میں سونپ دینا خدا کا وہ احسان، انعام اور فضل و رحمت ہے جس پر انسان کو متوجہ الی اللہ کیا گیا ہے۔ قرآن کریم کی یہ آیت بنی نوع انسان کے حق میں تعریض کا پہلو رکھتی ہے یا تحدیثِ نعمت کا۔ خود پرویز صاحب کے قلم سے ملاحظہ فرمائیے:

"سورۂ یٰسین میں فَهُمْ لَهَا مَالِكُونَ کے بعد وَذَلَّلْنَاهَا لَهُمْ (۳۶/۷۲) نے یہ واضح کر دیا ہے کہ مالک وہ ہے، جس کے تابع دوسرا ہو جائے۔"

(لغات القرآن، ص ۱۵۵۷)

یہاں بنی نوع انسان کے سامنے جانوروں کو اس طرح تابع قرار دیا گیا ہے کہ وہ ان کی ملکیت قرار پاتے ہیں۔

علاوہ ازیں، قرآن پاک نے غلاموں، لونڈیوں اور دیگر اشیاء کے لئے مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ "جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوتے۔" کے الفاظ بکثرت استعمال کئے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قرآن کریم نے مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ "جس کا مالک تمہارا داہنا ہاتھ ہوا" کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ یہ الفاظ

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

بجائے خود، ذاتی اور شخصی ملکیت پر کھلی دلیل ہیں۔ اسلام نے اس معاملے میں صرف یہ اصلاح فرمائی ہے کہ انسان کے انسانی جان پر حق ملکیت کو ساقط کر دیا ہے اس کے علاوہ باقی اشیاء پر جن میں پیداوار کے جملہ ذرائع و وسائل بھی شامل ہیں، ذاتی ملکیت کے اصول کو برقرار رکھا ہے۔ واضح رہے کہ کلمہ "مَا" اصلاً بے جان اشیاء کے لئے ہی آتا ہے (بجز چند مستثنیات کے) اور کلمہ "مَنْ" جاندار اشیاء کے لئے مستعمل ہے۔ اس لئے اب مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ کے الفاظ میں انسانی ملکیت کے خاتمے کے بعد دیگر بے جان اشیاء کی ملکیت کا انفرادی حق بہر طور مسلم ہے۔ چونکہ شخصی ملکیت کی یہ بحث آگے بھی آ رہی ہے۔ اس لئے ہم یہاں اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

اشیاءِ مستعملہ اور ذرائع پیداوار

البتہ ایک چیز کی وضاحت ضروری ہے، جناب پرویز صاحب رقمطراز ہیں:

"اگر کسی کا کوئی ترکہ ہوگا، تو وہ ان اشیاءِ مستعملہ تک محدود ہوگا۔ جنہیں حکومت نے ذاتی ملکیت میں رکھنے کی اجازت دے رکھی ہوگی۔"

(تفسیر مطالب الفرقان، ج ۳، ص ۴۴)

میں نے پرویز صاحب کا جملہ لٹریچر پڑھ ڈالا ہے۔ اِلّا ما شاء اللہ، مجھے کسی مقام پر بھی ان کے اس فرق و تفاوت کی کوئی قرآنی دلیل نہیں مل پائی، جو انہوں نے "اشیاء مستعملہ" اور "ذرائع پیداوار" میں کیا ہے اور پھر اس کی بنیاد پر وہ اول الذکر کی ذاتی ملکیت کے قائل ہیں اور ثانی الذکر کی شخصی ملکیت کے منکر ہیں۔ قرآن سے اگر ذاتی ملکیت کا اثبات ہوتا ہے، تو یہ اثبات دونوں قسم کی اشیاء پر مشتمل ہے اور اگر بقول پرویز صاحب، قرآن ذاتی ملکیت کی نفی کرتا ہے، تو یہ نفی بھی ان دونوں قسم کی اشیاء کو محیط ہے، شخصی ملکیت کے بطلان پر قرآن سے دلیل کشید کرنا اور پھر اس دلیل میں سے ایک قسم کی اشیاء کو داخل کرنا اور دوسری قسم کی اشیاء کو خارج کرنا قطعی طور پر غیر قرآنی طرزِ عمل ہے، جو قرآن کا نام لے کر اختیار کیا جاتا ہے۔

زمین کی شخصی ملکیت کا وجود عہدِ نبوی اور خلافتِ راشدہ میں

بہر حال زمین کی شخصی ملکیت کی نفی پر قرآن میں سرے سے کوئی دلیل نہیں ہے۔ بلکہ عملاً قرآن کی بنیاد پر، جو معاشرہ عہدِ نبوی اور

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

© rasailojaraid.com

خلافتِ راشدہ میں متشکل ہو چکا تھا۔ اس میں ایسے بے شمار واقعات موجود ہیں، جو زمین کی شخصی ملکیت کا منہ بولتا ثبوت ہیں مگر میں ان بے شمار واقعات کو صرف اس لئے پیش نہیں کر سکتا کہ پرویز صاحب کی تقلید میں، ان کے مقلدین یہ کہدیں گے کہ یہ سب تاریخی واقعات ہیں۔ اور :

"دین میں سند نہ تاریخ کے مشمولات ہیں اور نہ مسلمانوں کے متواتر و متوارث عقائد و مسالک، سند ہے خدا کی کتاب۔"

(نظامِ ربوبیت، ص ۱۹۲)

اس لئے میں اپنے آپ کو مجبور پا رہا ہوں کہ ان بے شمار واقعات سے صرفِ نظر کر لوں، تاہم مجھے ان واقعات کو پیش کرنے کا پورا پورا حق حاصل ہے، جو پرویز صاحب کی قرآنی "بصیرت" کی کسوٹی پر پورے اُتر کر ان کی کتب میں استشہاداً (نہ کہ تردیداً) جگہ پا چکے ہیں :

عہدِ نبوی میں زمین کی شخصی ملکیت

غزوہ خیبر میں اہلِ ایمان کو فتح نصیب ہوئی۔ یہود نے اہلِ اسلام سے صلح کی درخواست کی، جس کے نتیجہ میں :

"یہودیوں کی زمین اُن سے لے لی گئی۔ اس زمین کا نصف بیت المال میں تمام ضروریات کے لئے رکھ لیا گیا اور باقی نصف مجاہدین میں برابر تقسیم کر دی گئی۔ پیدل کو ایک حصہ اور سوار کو دو۔ امیرِ وقت، امامِ امت، سالارِ جیش (سپہ سالار فوج) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عام مجاہدین کے برابر ایک ہی حصہ ملا۔" (معارف القرآن، ج ۴، ص ۵۶۵)

پرویز صاحب کا یہ اقتباس اس اَمر کو شک و شبہ سے بالا کر دیتا ہے کہ غزوۂ خیبر کے لمحہ تک اراضی و اموال میں ذاتی ملکیت کا اصول رائج تھا۔ اس بناء پر خیبر کی اراضی کا نصف مجاہدین میں تقسیم کیا گیا۔

ابوبکرؓ اور زمین کی شخصی ملکیت

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کا جو معاشی نظام قائم فرمایا تھا۔ اس میں افراد کی شخصی ملکیت کا

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اصول رائج و متداول تھا۔ یہاں تک کہ خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اپنی ملکیت میں بھی کچھ اراضی تھی، جسے آپ کی وصیت کے مطابق فروخت کیا گیا اور اس معاوضے کے عوض، جو آپ نے کارِ خلافت سرانجام دیتے ہوئے بیت المال سے وصول کیا، اس قطعۂ اراضی کی قیمت داخل بیت المال کردی گئی۔ خود پرویز صاحب کو بھی ایک مقام پر اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہی بنی :

"خلافت سے پہلے آپ تجارت کرتے تھے اور اچھے خوشحال تھے، خلافت کی ذمہ داریوں نے آپ کا سارا وقت لے لیا، تو آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تجویز اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے مشورے سے بیت المال کا وظیفہ لینا قبول کر لیا۔ لیکن وہ اتنا ہی تھا جس میں آپ کا اور آپ کے اہل وعیال کا غریبانہ انداز میں گزارا ہو سکے۔ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا، تو آپ کو یہ خیال بار بار ستا رہا تھا کہ معلوم نہیں، مَیں نے مسلمانوں کے بیت المال سے جس قدر لیا ہے اس کے مطابق ان کی خدمت بھی کر سکا ہوں یا نہیں۔ اس اضطراب کو مبدّل بہ سکون کرنے کے لئے انہوں نے اپنے رشتہ داروں سے کہا کہ ایک مختصر سا قطعۂ زمین ان کے پاس ہے، اسے فروخت کر دیا جائے اور جس قدر رقم انہوں نے بیت المال سے لی ہے، اسے واپس کر دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور وہ اس حساب کو یہیں بے باق کر کے خدا کے سامنے گئے۔" (شاہکارِ رسالت، ص ۲۵۹، ایڈیشن ۱۹۸۷ء)

خلافتِ راشدہ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذاتی ملکیتِ اراضی کا یہ واقعہ جس میں ان کی وصیت کے مطابق اسے فروخت کر ڈالنے کا بھی ذکر ہے۔ اسلامی نظامِ معیشت میں زمین کی شخصی ملکیت کا کھلا ہوا ثبوت ہے جس کا انکار کوئی حق پرست شخص نہیں کر سکتا۔ پرویز صاحب کا افراد کی نجی ملکیت کے اصول کی نفی کرنا محض اس لئے ہے کہ وہ بدل وجان اشتراکیت پر ایمان لا چکے تھے۔ پھر اس پختگیٔ ایمان کے بعد انہوں نے تحریف کی راہ سے اُسے مشرف بہ اسلام کرنے کی کوشش کی، لیکن حقیقت بہرحال حقیقت ہے، جو بالآخر ان کے قلم سے ٹپک پڑی۔ ورنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ اگر اسلام نے شخصی ملکیت کو ناجائز قرار دیا

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ہوتا، تو حضرت ابوبکرؓ کی اپنی ملکیت میں کوئی اراضی رہتی ؟ ابوبکر صدیقؓ وہ شخص ہیں، جو حضورؐ کے محبوب ترین ساتھی ہیں اور سب سے زیادہ انہیں ہی صحبتِ نبویؐ کی سعادت حاصل ہوئی پھر وہ مجمع عام میں اپنی زمین کو فروخت کر ڈالنے کی وصیت کرتے ہیں اور کوئی شخص یہ نہیں کہتا کہ جب اسلام میں شخصی ملکیت کا وجود ہی ثابت نہیں، تو آپ کے ہاں یہ اراضی کیسی ؟

عہد فاروقیؓ اور زمین کی شخصی ملکیت

عہدِ فاروقیؓ میں بھی لوگوں کو زمین پر شخصی ملکیت کا حق حاصل تھا۔ اسکی دلیل وہ واقعہ ہے جسے پرویز صاحب نے بایں الفاظ بیان کیا ہے :

> "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ تھا کہ کسی مسلمان کا مال، اس کی رضامندی کے بغیر نہیں لیا جا سکتا، لیکن حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایک شخص نے شکایت کی کہ اس کی زمین تک پانی اسی صورت میں پہنچ سکتا ہے کہ پانی کی نالی فلاں شخص کی زمین میں سے گزرے اور وہ اس کے لئے رضامند نہیں ہوتا حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ وہ شخص اسے پانی لے جانے دے اور اس کے راستہ میں بالکل مزاحم نہ ہو۔" (طلوع اسلام، جنوری ۱۹۷۱ء)

یہ واقعہ اس حقیقت کو آفتابِ نیمروز کی طرح واضح کر دیتا ہے کہ وہ نہ صرف دورِ نبوت میں بلکہ دورِ خلفائے راشدین میں بھی افراد معاشرہ کو اراضی کی ذاتی ملکیت کا حق حاصل تھا اور اس کا نظامِ معیشت اسی اصل و اساس پر قائم تھا۔ اگر اسلام نے افراد کو یہ حقِ ملکیت نہ دیا ہوتا اور اراضی ملکیتِ ریاست ہوتی اور اس پر کام کرنے والے کی حیثیت محض سرکاری مزارع کی ہوتی، تو پانی کی نالی نکالنے کا یہ مسئلہ سرے سے پیدا ہی نہ ہوتا۔ آپ خود سوچیئے کہ اگر کسی لینڈ لارڈ کی ملکیت میں دو سو مربع اراضی ہو اور اس پر دو سو مزارع کام کر رہے ہوں تو اس مزارع کو آقائے زمین کی خواہش کی مزاحمت کرنے کی کیا ضرورت ہے اگر زمین واقعی کاشتکار کی ذاتی ملکیت میں ہو تو بلاشبہ وہ مزاحم ہو سکتا ہے مگر جب زمین سرے سے اس کی ہے ہی نہیں اور کوئی دوسرا شخص اس کا مالک ہے اور وہ مالک ہی کی حیثیت سے کوئی کھال کیا، نہر بھی کھودنا چاہے، تو مزارع کس طرح مانع و مزاحم ہو سکتا ہے۔ عہدِ فاروقیؓ کے اس واقعہ میں ایک شخص کا دوسرے شخص کو اپنی زمین میں سے پانی

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کا راستہ دینے میں مزاحم ہونا، خود اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اپنی اراضی کا مالک تھا اسی لئے وہ کسی دوسرے کو بذریعہ کھال پانی فراہم کرنے کے لئے اپنی زمین کے نقصان کو برداشت کرنے کو تیار نہ تھا۔ البتہ حضرت عمرؓ کے فیصلے سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ اجتماعی مصالح کے پیشِ نظر ذاتی ملکیت کے اصول کو قربان کئے بغیر مالکِ زمین کو اگر کچھ قربانی وایثار سے کام لینا پڑے، تو اسے دریغ نہیں کرنا چاہیئے۔

عراقی اراضی کے علاوہ دیگر زمینوں کی افراد میں تقسیم

زمین کے افراد کی شخصی ملکیت میں رہنے کا ثبوت اس امر سے بھی ملتا ہے کہ عہدِ نبویؐ اور دورِ صدیقیؓ میں ہر قسم کا مالِ غنیمت (جس میں مزروعہ اراضی بھی شامل تھی) افراد، معاشرہ یا مجاہدین میں تقسیم کی گئی۔ عہدِ فاروقی میں مخصوص وجہ سے عراقی زمین کی تقسیم عمل میں نہیں آئی، لیکن اس کے علاوہ ہر قسم کی زمین عام اصولِ اسلام کے مطابق تقسیم ہو کر افراد کی نجی ملکیتوں میں داخل کی جاتی رہی ہے۔ پرویز صاحب رقمطراز ہیں:

"رسول اللہ اور خلافت صدیقی میں، قانون یہ تھا کہ مالِ غنیمت مجاہدین میں تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ فتح عراق کے وقت، مالِ غنیمت میں کثیر مزروعہ زمینیں بھی ملیں سابقہ قاعدہ کے مطابق مطالبہ ہوا کہ انہیں بھی سپاہیوں میں تقسیم کر دیا جاتے۔ لیکن حضرت عمرؓ نے اس سے اختلاف کیا اور کہا کہ ان زمینوں کی پیداوار پر ساری امت اور آنے والی نسلوں کا دار و مدار ہے۔ اس لئے انہیں انفرادی ملکیت میں نہیں دیا جا سکتا۔ یہ مملکت کی تحویل میں رہیں گی۔" (شاہکار رسالت، ص ۲۹۷)

عہدِ فاروقی میں صرف عراق کی زمینوں کا تقسیم نہ کیا جانا اور باقی ممالک کی اراضی اور غنائم کا افراد میں تقسیم کیا جانا، خود اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ اسلام نجی ملکیت کی نفی نہیں کرتا بلکہ اس کی معیشت نجی ملکیت کے اصول پر استوار ہے۔ عہدِ نبویؐ، دورِ صدیقیؓ اور خلافت فاروقیؓ میں شخصی ملکیت کے اصول کی کارفرمائی کو دیکھتے ہوئے جب ہم ان اسناد لالات کو دیکھتے ہیں، جو طلوعِ اسلام نے بالعموم اور پرویز صاحب نے بالخصوص "سواءً للسائلین اور وضعها للانام" کے قرآنی الفاظ سے کشید کئے ہیں، تو ہمیں وہ بیرونی نظریات کو قرآن میں گھسیڑنے کی بھونڈی کوشش دکھائی دیتے ہیں۔ (جاری ہے)

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ